احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

۲۶- مارچ ۱۹۹۵ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۵-۸۰ نمبر ۶۸ | اتوار - ۲۴ شوال - ۱۴۱۵ھ ۲۶ امان ۱۳۷۴ ہش ۲۶ مارچ ۱۹۹۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعا کے ذریعہ انسان خدا کے نزدیک ہو جاتا ہے

بڑی بات جو دعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قرب الٰہی ہے دعا کے ذریعہ ہی انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا اور اسے اپنی طرف کھینچتا ہے جب (صاحب ایمان) کی دعا میں پورا اخلاص اور انقطاع پیدا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کو بھی اس پر رحم آجاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس کا متولی ہو جاتا ہے۔ اگر انسان اپنی زندگی پر غور کرے تو الٰہی تولی کے بغیر انسانی زندگی قطعاً تلخ ہو جاتی ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے سب نیکیاں کیں (۔) صدقہ خیرات بھی دیا مجاہدہ بھی کیا مگر ہمیں وصول کچھ نہیں ہوا۔ تو ایسے لوگ شقی ازلی ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ انہوں نے سب اعمال خدا تعالیٰ کے لئے کئے ہوتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کے لئے کوئی فعل کیا جاوے تو یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ضائع ہو اور خدا تعالیٰ اس کا اجر اسی زندگی میں نہ دیوے۔ اسی وجہ سے اکثر لوگ شکوک و شبہات میں رہتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ کی ہستی کا کوئی پتہ نہیں لگتا کہ ہے بھی کہ نہیں۔ ایک پارچہ سلا ہوا ہو تو انسان جان لیتا ہے کہ اس کے سینے والا ضرور کوئی ہے۔ ایک گھڑی ہے۔ وقت دیتی ہے۔ اگر جنگل میں بھی انسان کو مل جاوے تو وہ خیال کرے گا کہ اس کا بنانے والا ضرور ہے۔ پس اسی طرح خدا تعالیٰ کے افعال کو دیکھو کہ اس نے کس کس قسم کی گھڑیاں بنا رکھی ہیں اور کیسے کیسے عجائبات قدرت ہیں ایک طرف تو اس کی ہستی کے عقلی دلائل ہیں۔ ایک طرف نشانات ہیں۔ وہ انسان کو منوا دیتے ہیں کہ ایک عظیم الشان قدرتوں والا خدا موجود ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۴۹۴)

مہمان کا اعزاز و اکرام کرنا فرض ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

انسان کی پیدائش کی غرض اور اس کے دنیا میں بھیجنے سے مقصود اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی بندگی ہے۔ اس لئے انسانی زندگی کا مقصد بغیر اس کے پورا نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبت نہ ہو۔ مگر ہر ایک بات کی کوئی علامت ہوتی ہے۔ مثلاً ایک مہمان ایک شخص کے ہاں آتا ہے۔ مہمان کا اکرام ہر ایک شریف آدمی کا مقصد ہونا چاہئے۔ جو شخص شرافت کا مادہ رکھتا اور احکام دینیہ سے تعلق رکھتا ہے اس کا فرض ہے جب اس کے یہاں مہمان آئے تو اس کا اعزاز و اکرام کرے۔

مگر اعزاز و اکرام دل سے تعلق رکھتا ہے دل ہی ہے جو کسی کا احترام کرتا ہے۔ اور دل ہی ہے جو عزت کرتا ہے۔ لیکن دل کی کیفیت ظاہر کرنے کے لئے ظاہری سامان ہوتے ہیں اگر کوئی شخص کسی کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ یا اس کے لئے غالیچہ بچھا دیتا ہے مگر دل میں چاہتا ہے کہ اس کو سخت نقصان پہنچائے تو اس کے یہ ظاہری نشان اس کے دل کی حالت کے خلاف ہوں گے اور یہ اس شخص کا اعزاز نہ ہو گا کیونکہ اعزاز و احترام دل سے ہوا کرتا ہے۔ تو یہ سچ ہے کہ دل ہی اعزاز و اکرام کرتا ہے مگر جب تک اس کے ظاہری

علامات نہ ہوں اعزاز و اکرام کا پتہ نہیں لگ سکتا محبت دل کی چیز ہے۔ بچے کو جو چیز ماں باپ کھانے پینے کو دیتے ہیں وہ محبت نہیں ہوتی دشمن اور غیر سے بھی انسان ایسا سلوک کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔ لوگ نمود کے لئے بڑے بڑے چندے دیتے ہیں۔ غریب خانے کھولتے ہیں۔ باوجود اس کے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ایسا شخص غرباء سے محبت کرتا ہے مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ خالی خولی محبت بھی نہیں ہوتی۔ جب تک اس کے ظاہری آثار نہ ہوں۔ گو ماں باپ بچہ کو جو کھانا دیتے ہیں اسے محبت نہیں کہہ سکتے لیکن یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ماں باپ کھانے پینے کو نہ دیں اور پھر یہ کہا جائے کہ وہ محبت کرتے ہیں پس ماں باپ محبت کرتے ہیں اور بچہ کا خیال بھی رکھتے ہیں۔ گو کھانا

باقی صفحہ ۷

صدقات و خیرات سے عذاب ٹل جاتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

درخواست دعا

○ مکرم ڈاکٹر عبد الخالق خالد صاحب تحریر کرتے ہیں۔

مکرمہ صفیہ منور صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا منور بیگ صاحب آف کوئٹہ حال لاہور شدید علیل ہیں۔ گردوں کا فعل بہت متاثر ہوا ہے۔ اتفاق ہسپتال لاہور کے انتہائی نگہداشت وارڈ میں زیر علاج ہیں۔ چند روز قبل دل کا حملہ ہوا اس کے بعد گردوں کے فعل میں خرابی پیدا ہو گئی اس لحاظ سے علالت تشویش ناک ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل فرمائے اور شفائے کاملہ عطا کرے۔ آمین۔

○ مکرم مرزا امتیاز احمد صاحب (وکالت علیا) کے بھانجے مکرم مرزا مبشر احمد صاحب اور اس کی اہلیہ جن کا عید کے اگلے روز مورخہ ۹۵-۳-۴ کو لاہور میں ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا جس کے نتیجہ میں دونوں شدید زخمی اور بے ہوش ہو گئے تھے۔ مرزا مبشر احمد تقریباً ۱۴ دن بے ہوش رہے ہیں۔ قوت گویائی بحال نہیں ہوئی ہے۔ ان کی اہلیہ اب پہلے سے بہتر ہے تاہم اس کے دائیں بازو اور ٹانگ میں کمزوری ابھی باقی ہے اور اب وہ ہسپتال سے گھر آگئی ہے۔

احباب کرام کی خدمت میں دونوں کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے اور جلد کامل صحت سے نوازے۔

○ مکرم محمد انعام یوسف صاحب فضل عمر ہسپتال لکھتے ہیں کہ میرے والد صاحب مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب نائب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ آج کل دل کے عارضہ سے راولپنڈی میں بیمار ہیں۔ تیس مارچ کو دل کے ساتھ پیس میکر لگایا جائے گا۔ عاجزانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔ نیز والدہ صاحبہ بھی کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان کے لئے بھی دعاؤں کی درخواست ہے۔

○ مکرم ملک عنایت اللہ صاحب راولپنڈی کی اہلیہ زبیدہ ملک صاحبہ کو کچھ عرصہ سے پتہ میں تکلیف ہے۔ اور اب سوموار مورخہ ۲۷۔ مارچ ۹۵ء کو راولپنڈی میں پتہ کا اپریشن ہونا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۲۶ - امان ۱۳۷۴ ہش ۲۶ - مارچ ۱۹۹۵ء

دعا اور کوشش - دونوں

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) تقویٰ کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل ہے اسے وہی طے کر سکتا ہے جو بالکل خدا کی مرضی پر چلے۔ جو وہ چاہے وہ کرے۔ اپنی مرضی نہ کرے۔ بناوٹ سے کوئی حاصل کرنا چاہے تو ہرگز نہ ہو گا۔ اس لئے خدا کے فضل کی ضرورت ہے اور وہ اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو دعا کرے اور ایک طرف کوشش کرتا رہے۔ خدا تعالیٰ نے دعا اور کوشش دونوں کی تاکید فرمائی ہے (مجھے پکارو میں تمہاری پکار سنوں گا) میں تو دعا کی تاکید فرمائی ہے اور (وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ان کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے) میں کوشش کی۔ جب تک تقویٰ نہ ہو گا۔ اولیاء الرحمان میں ہرگز داخل نہ ہو گا۔ اور جب تک یہ نہ ہو گا حقائق اور معارف ہرگز نہ کھلیں گے۔ قرآن شریف کی عروس اس وقت پردہ اٹھاتی ہے جب اندرونی غبار دور ہو جاتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ جس قدر محنت اور دعا دنیوی امور کے لئے ہوتی ہے خدا تعالیٰ کے لئے اس قدر بالکل نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی ہے تو عام رسمی رواجی الفاظ میں کہ صرف زبان پر ہی وہ مضمون ہوتا ہے نہ کہ دل میں۔ اپنے نفس کے لئے تو بڑے سوز اور گدازش سے دعائیں کرتے ہیں کہ قرض سے خلاصی ہو یا فلاں مقدمہ میں فتح ہو یا مرض سے نجات ملے مگر دین کے لئے ہرگز وہ سوزش و گدازش نہیں ہوتی۔ دعا صرف لفظوں کا نام نہیں کہ موٹے اور عمدہ عمدہ لفظ بول لئے بلکہ یہ اصل میں ایک موت ہے"

اس ارشاد میں حضرت صاحب نے سب سے پہلے ہماری توجہ اس بات کی طرف مبذول کروائی ہے کہ تقویٰ دراصل خدا تعالیٰ کی مرضی پر چلنے کا نام ہے۔ اگر انسان اپنے ہر قول اور اپنے ہر فعل کو خدا کی مرضی کے مطابق کردے۔ جو خدا چاہتا ہے وہ بات کہے اور وہی کام کرے۔ نہ کہ اپنے نفس کے مطابق اپنی مرضی پر چلے۔ تو ہم ایسے شخص کو متقی کہہ سکتے ہیں اور ایسے شخص کے دل میں ریاء کا یعنی دکھاوے کا ایک شمہ تک نہیں ہونا چاہئے۔ اسے خدا کے فضل کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے۔ اور اپنے عزم اور اپنی ہمت کو مضبوط کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہنا چاہئے۔ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان خدا تعالیٰ کے قرب کا حق دار بنتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اسے اپنے قرب میں رکھنا چاہتا ہے۔"

حضرت صاحب (ہماری دعائیں آپ کے لئے) نے اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ جس طرح ہم اپنے دنیاوی کاموں کے لئے دعا کرتے ہیں اور بعض اوقات اپنے دل میں انتہائی اضطرار محسوس کرتے ہیں اسی طرح ہمیں دین کے لئے بھی کرنا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ دین کے لئے دعا کرنے ہی سے انسانی معاشرہ بہتر ہو سکتا ہے۔

ہمیں اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ایمان اور اخلاص عطا کرے اور صحیح معنوں میں اپنے احکام پر چلنے کی توفیق دے۔

جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے مگر
جھوٹ چل سکتا ہے سچ سے تیز تر
آگ ہے اور آگ بھی جنگل کی آگ
جس کو پتّوں سے نہیں کوئی مفر

ابوالاقبال

O

دیارِ شوق سے جیسے کوئی جواں گذرے
جنوں کی وادیٔ شب سے دلِ تپاں گذرے

جبینِ شوق نے دَر چُن لیا ترا ورنہ
رہِ حیات میں کتنے ہی آستاں گذرے

نصیب ہو جو کبھی بزمِ گُل میں بار مجھے
تمام عمر بہاروں کے درمیاں گذرے

مِرا وہ باغِ تمنّا کہ ہر رَوش پہ جہاں
سدا بہارِ گُل و لالہ کا گماں گذرے

نصیرؔ اُس کے کمالِ سفر کا کیا کہنا
غبارِ رہ کی طرح جس کے کہکشاں گذرے

O

آس گو عمر بھر بندھی سی رہی
صُورتِ حال واجبی سی رہی

تیرے اِک وعدۂ حسیں کے طفیل
عمر بھر دِل میں روشنی سی رہی

نصیر احمد خان

اعلان داخلہ

O نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں جماعت ششم (اردو میڈیم) میں داخلہ مندرجہ ذیل شیڈول کے مطابق ہو گا۔

داخلہ ٹیسٹ ۹۵-۴-۸ بروز ہفتہ صبح ۸-۳۰ بجے (اردو، ریاضی) خواہش مند طلباء فوری طور پر دفتر سے داخلہ فارم حاصل کر کے جمع کروادیں۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ)

موصیان کرام

O پنشن کے کمیوٹ شدہ حصہ پر حصہ آمد کی ادائیگی لازمی ہو گی اور موصی کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ اس پر حصہ آمد یکمشت ادا کرے یا کسی خاص مجبوری کی وجہ سے ایسا نہ کر سکتا ہو تو حسب ضابطہ مجلس کارپرداز سے اجازت اور مہلت حاصل کرے۔

O دفتر بہشتی مقبرہ سے خط و کتابت کرتے وقت یا مقامی جماعت میں چندہ وصیت ادا کرتے وقت اپنا نام - ولدیت یا زوجیت اور نمبر وصیت ضرور لکھا کریں۔ اسی طرح تبدیلی رہائش کے وقت نئے پتہ سے دفتر کو اور مقامی جماعت کو ضرور آگاہ کریں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

پتہ درکار ہے

O مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ بنت حافظ حامد علی صاحب قوم ککے زئی نے ۱۹۱۸ء میں فیض اللہ چک ضلع گورداسپور سے وصیت کی تھی۔ اگر خود اعلان پڑھیں یا کسی دوست کو ان کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو تو دفتر ہذا کو اطلاع دی جاوے۔ کیونکہ وصیت کے بارہ میں خط و کتابت کرنی ہے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

افکارِ عالیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں

یہ دعا کی وہ تان ہے جہاں جا کر یہ دعا ٹوٹی ہے' جہاں جا کر یہ دعا اپنے عروج تک پہنچی ہے اور اب سمجھ آئی کہ پہلی دعاؤں میں اس قدر تقویٰ کی باریک راہوں کی پیروی کیوں ہو رہی تھی؟ اتنا انکسار کیوں تھا؟ اتنی بار بار کی احتیاط کیوں تھی کہ اے خدا ہماری دعاؤں کو قبول فرمانا۔ ہمیں پاک و صاف رکھنا۔ ہم میں ذرا بھی بھی غیر کا کوئی شائبہ تک باقی نہ رہے۔ خالص تیرے لئے ہم یہ کام کر رہے ہوں اور تو ان کاموں کو قبول کر رہا ہو کیونکہ یہ دعا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے سلسلے کی بنیاد ڈالنے والی دعا تھی۔ اور اس عظیم الشان رسول کے برپا کرنے کی دعا تھی جس کی خاطر ساری کائنات کو پیدا کیا گیا تھا۔ اس لئے غیر معمولی تقویٰ کی ضرورت تھی اور غیر معمولی انکسار کی ضرورت تھی۔ یہ وہ مقام تھا جہاں تکبر داخل ہو سکتا تھا۔ بعض تکبر نیکی میں بھی داخل ہو جاتے ہیں اور شیطان بہکا سکتا تھا کہ تم دونوں؟ تم تو اتنے عظیم الشان وجود ہو کہ وہ عظیم وجود جس کی خاطر ساری کائنات کو پیدا کیا گیا تھا وہ تمہاری نسل سے پیدا ہونے والا ہے تو جتنا بڑا مقام عطا ہونے والا تھا اتنی ہی عاجزی بھی سکھائی گئی اور اس طرح انہوں نے عاجزانہ طور پر خدا کے حضور یہ دعائیں مانگیں جو بعینہ اسی طرح قبول ہوئیں۔ حیرت انگیز طریق پر انہیں لفظوں میں یہ دعا قبول ہوئی ہے جن لفظوں میں ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے مانگی تھی لیکن ترتیب انسانی سوچ کی تھی اگرچہ نبی تھا مگر بہرحال انسان تھا' اس لئے اللہ تعالیٰ نے ترتیب بدل دی چنانچہ فرمایا:(-)

ابراہیم علیہ السلام نے تو یہ عرض کیا تھا کہ جب وہ تلاوت آیات کر دے' پھر ان کی تعلیم دے دے' پھر ان کی حکمت سکھا دے تو اس کے نتیجے میں اس کے اندر پاک کرنے کی صفات پیدا ہو جائیں گی' پاک کرنے کی اہلیت پیدا ہو جائے گی۔ پھر وہ ان کو پاک کرے کیونکہ جب آیات پڑھی جائیں گی' ان کی تعلیم دی جائے گی' ان کی حکمت سکھائی جائے گی تو یہ سارا پاک کرنے والا ایک ایسا سلسلہ ہے جس کے نتیجے میں جو بھی لوگ اس کارخانے سے گزریں گے آخر تک پہنچتے پہنچتے پاک ہونے کے لئے تیار ہوں گے۔(-) پھر وہ ان کو پاک بھی کرے گا۔

خدا تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کا اصل مقام قبولیت دعا کے وقت ظاہر فرمایا اور فرمایا کہ ابراہیم کی سوچ تو یہ تھی کہ وہ کتاب اور حکمت سکھانے کے بعد پھر ان کو پاک کرے گا۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ محمد ﷺ میں دو ایسی خوبیاں ہیں جن میں وہ سب دوسرے انبیاء سے ممتاز ہیں اور پہلے نبی ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ایک یہ کہ وہ ذاتی طور پر ایسی قوت قدسیہ رکھتا ہے کہ کتاب سکھانے سے پہلے اور اس کی حکمتیں بتانے سے پہلے محض اپنے وجود کی برکتوں سے لوگوں کو پاک کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ پس تلاوت آیات تو بہرحال اول ہے کیونکہ خدا کے پیغام کو سنائے بغیر کوئی طاقت بھی حاصل نہیں ہوتی لیکن ساتھ ہی فرمایا:(-) وہ پہلے پاک کرتا ہے اور پاک کرنے کے لئے کسی تعلیم کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود خود پاک کرنے والا ہے اور دوسرا امتیاز یہ ہے کہ پہلے لوگ تو ایسے مدرسوں میں داخل ہوتے تھے کہ داخل ہونے سے پہلے پاک نہیں ہوتے تھے' داخل ہونے کے بعد پاک کیے جاتے تھے اور گویا پاک ہو جانا ان مدارس کا منتہٰی اور مقصود تھا۔ فرمایا یہ اتنا اونچا مدرسہ بنایا گیا ہے کہ یہاں داخل ہونے کے لئے پاک ہونے کی ضرورت ہے۔ جب تک پاک دل لے کر تم محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں حاضر نہیں ہو گے تم اس درسگاہ سے کچھ حاصل نہیں کر سکو گے۔ پس یہ دونوں مفاہیم بیک وقت صادق آتے ہیں اور اس دعا کی اہمیت بھی ہمارے سامنے ظاہر ہوتی ہے کہ کس طرح بعینہ ان چار صفات کا ذکر فرماتے ہوئے جن کو بڑی عاجزی کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے مانگا تھا' محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا ذکر فرما دیا کہ وہ بعینہ وہی صفات لے کر پیدا ہوا ہے جو ابراہیم نے اس آنے والے کے لئے مانگی تھیں۔

اب دیکھیں کہ دنیا کی تاریخ میں اس دعا نے کتنا عظیم الشان کام کیا ہے۔ وہ لوگ جو اپنے لئے دعائیں کرتے کرتے مر جاتے ہیں' وہ اپنے بچوں کے لئے دعائیں کرتے کرتے جان دے دیتے ہیں' فائدہ تو ضرور ہوتا ہے لیکن تھوڑے ماحول میں چند دن کے فائدے پہنچتے ہیں لیکن ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا دیکھیں کتنی نافع الناس تھی' کتنی عظیم الشان تھی' تمام دنیا نے قیامت تک اس سے فائدے اٹھانے تھے اسی لئے اس دعا کو بھی عظمت ہوئی اس دعا مانگنے والے کو بھی ایسی عظمت نصیب ہوئی جیسے محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوئی۔

دوسری دعا قرآن کریم ہمیں البقرہ آیت ۲۰۲ میں یہ سکھاتا ہے: (اے ہمارے رب ہمیں دنیا کی حسنات بھی عطا فرما اور آخرت کی حسنات بھی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا) یہ دعا در حقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ان بندوں کے متعلق بیان فرمائی گئی ہے۔ جو مناسک حج ادا کرنے کے بعد خدا سے خیر مانگتے ہوئے واپس لوٹتے ہیں۔ وہ کیا کہتے ہوئے واپس آتے ہیں:

اے خدا! ہمیں دنیا کی حسنات بھی عطا فرما اور آخرت کی حسنات بھی عطا فرمایا اور عذاب نار سے بچانا۔

یہاں حسنہ اور فضل میں ایک فرق ہے جو آپ کو یاد رکھنا چاہئے ورنہ آپ کی دعا مکمل نہیں ہو گی۔ فضل عموماً دنیاوی فوائد کے لئے استعمال ہوتا ہے اگرچہ دوسرے فوائد کے لئے بھی لیکن حسنہ کا زیادہ تر تعلق نیکیوں سے ہے اور کوئی ایسی خیر حسنہ میں داخل نہیں ہوتی جو نیکی سے خالی ہو۔ اس لئے حسنہ میں جو حسن ہے وہ دوسری دعاؤں میں ویسا پیدا نہیں ہوتا کیونکہ مراد یہ ہے کہ ہمیں ہر اچھی چیز دے۔ دنیا میں سے اچھی چیزیں دیں یعنی دنیاوی لحاظ سے بھی اچھی ہوں اور تیرے حضور بھی وہ اچھی اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھنے کے لائق ہوں اور پھر آخرت میں سے بھی بہترین چیزیں عطا فرما اور دین میں سے بھی اس حصے پر عمل کرنے کی توفیق بخش جو سب سے زیادہ حسین ہے یعنی تعلیم کا وہ حصہ جو چوٹی کا تعلیم کا حصہ ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس دعا کے متعلق فرمایا:

"ہماری جماعت ہر نماز کی آخری رکعت میں بعد رکوع مندرجہ ذیل دعا بکثرت پڑھے۔ "(اے ہمارے رب ہمیں دنیا کی حسنات بھی عطا فرما اور آخرت کی حسنات بھی عطا فرمایا اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا)

اے ہمارے رب ہمیں دنیا کی حسنہ بھی عطا فرما اور آخرت کی بھی حسنہ عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ پس وہ احمدی جو اس فرمان سے واقف نہیں ہیں وہ شاید دعا سے تو واقف ہوں گے لیکن یہ علم نہیں کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نظر میں یہ دعا کتنی اہمیت رکھتی تھی۔

ایک موقعہ پر حضرت انس کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک مریض کی عیادت کے لئے گئے جو بیماری سے اس طرح کھوکھلا ہو چکا تھا جیسے کسی چوزے کے پر نوچ لئے گئے ہوں اور وہ بالکل نڈھال ہو چکا ہو' آپ نے اس سے پوچھا کیا تم خدا سے کوئی خاص دعا کرتے ہو' اس نے عرض کی: ہاں! میں دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! تو نے جو عذاب مجھے قیامت کے روز دینا ہے وہ مجھے اس دنیا میں ہی دے دے۔ آپ نے فرمایا "سبحان اللہ! تم اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔" کیسا پیارا کلام ہے۔ کیسا دل کی گہرائیوں تک اتر جانے والا (کلام ہے) "سبحان اللہ! تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔" خدا سے ایسی دعا نہ مانگا کرو کہ جس کی تم میں طاقت نہ ہو۔ تم برداشت نہ کر سکو۔ فرمایا: یہ دعا کیوں نہ کی (اے ہمارے رب دنیا میں ہمیں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا) ساری باتیں اس میں آگئیں۔ جس عذاب سے ڈرتے ہوئے تم دعا مانگ رہے تھے اس کا تو اس دعا میں ذکر موجود ہے۔ یہ دعا مقبول ہو جائے تو عذاب آخرت کہاں؟ لیکن اس کے ساتھ یہ دنیا کی حسنات بھی دیتی ہے اور آخرت کی حسنات بھی دیتی ہے۔

پس یہ دعائیں ہیں۔ ان کا ایک پس منظر ہے۔ کس طرح خدا کے پاک بندوں نے ان کی حکمتوں کو سمجھا۔ کس طرح ان کے متعلق تلقین فرمائی۔ جب بھی آپ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) کہنے کے بعد یہ مشکل دعا مانگتے ہیں کہ (چلا ہم کو سیدھے راستہ پر۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام فرمایا) تو پھر ان لوگوں کی دعائیں بھی تو ساتھ مانگا کریں اور بعینہ سورہ فاتحہ کے بعد ان دعاؤں کے لئے قرآن کریم کی آیات پڑھنے کا وقت آجاتا ہے تو ایسی آیات کا انتخاب کریں جن آیات میں ایسی دعائیں ہوں اور دعاؤں کے مضمون کو اگر آپ سمجھ جائیں تو ہر ضرورت کے لئے ہر مشکل کے لئے' ہر خواہش جو نیک خواہش ہے اس کو پورا کرنے کے لئے آپ کو قرآن کریم میں کوئی نہ کوئی مناسب حال دعا مل جائے گی۔ اگر اس کے پس منظر کو سمجھ جائیں تو پھر دل میں درد پیدا ہو گا۔ سوز پیدا ہو گا اور آپ کی دعاؤں میں ایک نئی زندگی پیدا ہو جائے گی۔ وہ ایسے چوزے کی طرح کی دعائیں نہیں ہوں گی جس کے پر نوچے جا چکے ہوں' ایسے پرندے کی طرح دعائیں ہوں گی جو اڑنے کی سکت رکھتا اور بلند پروازی جانتا ہو اور بلند پروازی کی طاقت رکھتا ہو۔

(ذوقِ عبادت اور آدابِ دعا ص ۱۸۴ تا ۱۸۹)

یاد رکھو کہ غفلت کا گناہ پشیمانی کے گناہ سے بڑھ کر ہوتا ہے یہ گناہ زہریلا اور قاتل ہوتا ہے توبہ کرنے والا تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ جس کو معلوم ہی نہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں وہ بہت خطرناک حالت میں ہے پس ضرورت ہے کہ غفلت کو چھوڑ دو اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ جو شخص توبہ کر کے اپنی حالت کو درست کرے گا وہ دوسرے کے مقابلہ میں بچایا جائے گا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابن العطاء

میرا کالم

کچھ عرصہ ہوا الفضل کے ایک مضمون میں اس بات کا ذکر تھا کہ سرگودھا کی جنود اللہ فیملی کس طرح پاکستان آئے یا یوں کہیئے کہ کس طرح پہلے ہندوستان آئے اور اس کے بعد پاکستان- آج سے بیس پچیس سال پہلے اس فیملی کے نوجوانوں سے میرا اس طرح رابطہ تھا کہ وہ ماہنامہ تحریک جدید کے باقاعدہ خریدار بھی تھے- اور اپنی تعلیم کے متعلق مجھے خطوط بھی لکھا کرتے تھے- چنانچہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے- ان کے بعض خطوط ماہنامہ تحریک جدید میں شائع شدہ ہیں- لیکن اس کے بعد ایک خاصے لمبے عرصے تک اس فیملی سے کوئی رابطہ نہ رہا-

دو چار روز ہوئے ایک دوست الفضل کے دفتر میں تشریف لائے- علیک سلیک کے بعد میں نے انہیں بیٹھنے کے لئے کہا تو کچھ دیر تک وہ میری طرف دیکھتے رہے اور میں ان کی طرف- وہ چاہتے تھے کہ میں کوئی بات کروں اور میں چاہتا تھا کہ وہ اپنا تعارف کروائیں- کچھ دیر اسی طرح ایک دوسرے کو خاموشی سے دیکھنے کے بعد میں نے کہا فرمایئے- آپ کس طرح تشریف لائے ہیں- کہنے لگے میں چند روز کے لئے انگلستان سے یہاں آیا ہوں اور اس وقت الفضل کے دفتر میں صرف آپ سے ملنے کی خواہش لے کر پہنچا ہوں- الفضل کا پیکٹ ہمیں انگلستان میں ملتا ہے تو میرا ایک بیٹا اصرار کرتا ہے کہ وہ پہلے پڑھے گا- اور اس کی ہمشیرہ کہتی ہے کہ میں پہلے پڑھوں گی- اور میری خواہش ہوتی ہے کہ میں پہلے پڑھوں- بہرحال ہم تینوں اور گھر کے دیگر افراد بھی اخبار کو بڑے شوق سے پڑھتے ہیں اور یہی شوق اس بات کا باعث ہوا کہ میں آپ سے ملاقات کے لئے آپ کے دفتر آیا ہوں- میرا نام اویس احمد جنود ہے اور میں جنود اللہ صاحب کا بیٹا ہوں- میں نے جب غور سے ان کی طرف دیکھا' دیکھا تو پہلے بھی تھا' لیکن ان کا نام سن کر جب زیادہ غور سے ان کی طرف دیکھا تو میں نے ان سے کہا کہ اب میں نے آپ کی شکل پہچانی شروع کر دی ہے- آپ کے بھائی مجھ سے ملتے رہے ہیں اور آپ کی شکل ان سے ملتی ہے- پھر میں نے انہیں الفضل کے اس مضمون کا بتایا جس کا میں نے ذکر کیا ہے کہ ہم نے جنود اللہ فیملی کے ہندستان اور پاکستان آنے کا ذکر کیا تھا- وہ بڑے خوش ہوئے-

کہنے لگے مجھے بھی یہ سعادت حاصل ہے کہ میں کلمہ کیس میں جیل میں رہ چکا ہوں- پہلا دن جو حوالات کا تھا وہ انتہائی تکلیف دہ تھا- وہاں پر سب لوگ سامنے ہی قضائے حاجت کرتے تھے- باری باری جب پیشاب کرتے تھے تو تقریباً ساری جگہ پیشاب پھیل جاتا تھا- میں نے عبادت کے لئے ایک طرف ہو کر تھوڑی سی جگہ بنائی تو ایک قیدی کہنے لگے- آپ پیشاب کی جگہ سے دور ہو کر عبادت کیجے- میرے بستر پر آجایئے- اس کا بستر بھی صاف ستھرا تھا- اور ویسے بھی پیشاب سے کسی قدر دور تھا- چنانچہ میں نے وہاں عبادت کی- انتہائی بو تھی اس کمرے میں اور گندگی کا تو پوچھئے ہی کچھ نہیں- میں حیران تھا کہ ان لوگوں کا' یہ قیدی ہی سہی کوئی خیال نہیں رکھا جاتا- اگرچہ اس کے بعد جب مجھے جیل میں بھیجا گیا- (جو سرگودھا کی سنٹرل جیل تھی) تو میں نے خاصے آرام سے دن گذارے- وہاں پر میرے بعد اور احمدی دوست بھی آ گئے اور ہم تقریباً تیس چالیس افراد ہو گئے یہاں ہمیں قصوری چکی میں رکھا گیا- لیکن چونکہ ہم تیس چالیس تھے اور گاہے گاہے مل بیٹھتے تھے بلکہ عبادت بھی اکٹھے کرتے تھے- میں نے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کو لکھا کہ اب ہم اسے جیل میں احمدیہ ہوسٹل سمجھتے ہیں- اگر ہم احمدیہ ہوسٹل لکھیں تو آپ سمجھ جائیں کہ ہم اگرچہ ہیں تو قصوری چکی میں لیکن تیس چالیس افراد کے اکٹھا ہونے پر اکٹھے عبادت کرنے پر اور اکٹھے لوگوں سے تعلقات پیدا کرنے کی وجہ سے ہم اسے احمدیہ ہوسٹل کہتے ہیں -

وہاں کے انہوں نے بعض دلچسپ واقعات بھی سنائے' پھر کہنے لگے کہ میں حافظ مسعود احمد صاحب کے جو بھائی وددو احمد صاحب ہیں ان کا داماد ہوں- جب انہوں نے یہ بتایا تو مجھے حافظ مسعود احمد صاحب کا بچپن کو وہ زمانہ یاد آگیا جب وہ متبرک مہینے میں عشاء کے بعد کی عبادت کے لئے قرآن مجید سنانے ہمارے محلے دارالفضل میں آیا کرتے تھے- ابھی وہ چھوٹے بچے ہی تھے اور انہوں نے پورا کلام پاک یاد بھی نہیں کیا تھا- لیکن جتنا بھی انہیں یاد تھا وہ سنانے کے لئے ہمارے محلہ میں آیا کرتے تھے-

میں نے حضرت بھائی محمود احمد صاحب کا بھی ذکر کیا اور اویس صاحب سے کہا کہ آپ یہ بات سن کر خوش ہوں گے کہ میں ان کا شاگرد ہوں- کیونکہ قادیان میں ایک دفعہ حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے طب کی ایک کلاس جاری کی تھی جس کے اسباق مکمل ہو جانے کے بعد آپ نے ہمیں مختلف جگہوں پر عملی تربیت حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا- محترم مولانا محمد احمد صاحب جلیل نور ہسپتال میں یہ فریضہ ادا کرتے تھے اور میری ڈیوٹی حضرت بھائی محمود احمد صاحب کے ساتھ لگی- وہ یہ سن کر خوش ہوئے میں نے آپا آمنہ خاتون کا بھی ذکر کیا جو محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کی رفیقہ حیات ہیں- اور ان کے خسر وددو احمد صاحب کی ہمشیرہ- اور انہیں بتایا کہ میں کل ہی محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر سے ملنے گیا تھا اگرچہ ضعیف العمری ہے لیکن بظاہر چاق و چوبند نظر آتے تھے- (اس کے اگلے ہی روز آپا آمنہ خاتون نے بتایا کہ آپ کے جانے کے بعد انہیں ہرنیا کی تکلیف ہو گئی اور سارا دن اس تکلیف میں گذارا- (اگرچہ اب ٹھیک ہیں)

میں نے اویس صاحب سے کہا کہ آپ ہمارے دل کے بہت قریب ہیں- آپ کے والد صاحب کو جماعت میں بڑا اچھا مقام حاصل تھا اور آپ کے سسرال کا گھرانہ بھی قادیان میں بہت معروف گھرانہ تھا- حتیٰ کہ بھائی محمود احمد صاحب کو بھائی کہا ہی اس لئے جاتا تھا- کہ وہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے ساتھ اکثر وقت گذارتے تھے- اور ان کے بھائی ہی سمجھے جاتے

باقی صفحہ ۷ پر

JAPAN - KOBE UPDATE

کوبے کے شہریوں کا غیر معمولی عزم و استقلال

لندن : ۸ مارچ- احمدیہ ٹیلی ویژن کے پروگرام کوبے اپ ڈیٹ میں حسب معمول مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام بیت الفضل لندن نے احمدیہ کیمپ کوبے کے نمائندے مسٹر میوشی سے جاپان میں رابطہ قائم کر کے جاپانی زبان میں گفتگو کی-

مسٹر میوشی نے بتایا کہ ہم لوگ اکثر متاثرین سے کھانے اور خوراک کی امداد کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ مجھے کئی متاثرہ لوگوں کو کھانا کھلانے کا موقع ملا- جب بھی ایسا موقع آیا مجھے یہ خدمت کر کے بے حد خوشی ہوئی-

مکرم راشد صاحب نے کہا کہ آپ کا بہت بہت شکریہ - حالانکہ آپ خود زلزلے کے متاثرین میں شامل ہیں- آپ کا گھر جل گیا- اس کے باوجود آپ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہو کر خدمات بجالا رہے ہیں-

مکرم میوشی صاحب نے موضوع بدلتے ہوئے کہا کہ باوجود اس قدر بڑی آفت کے کوبے کے شہریوں نے بڑی ہمت سے اس کا مقابلہ کیا- اور کوبے کے شہری بڑی ہمت اور جرأت کے ساتھ اپنے شب و روز گزار رہے ہیں- انہوں نے ریڈیو ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے معلوم ہونے والے بعض اہم واقعات بیان کئے-

انہوں نے بتایا کہ ۱۹ جنوری کو شی نوما نامی ایک نو سالہ بچے کو ۷۵ گھنٹے کے بعد ملبہ کے نیچے سے نکالا گیا بچے کے والد نے بچے کو شاباش دی اور اس کی ہمت کو سراہا-

مسٹر میوشی نے کہا کہ ۱۹ جنوری کا دن ہمارے لئے بہت یادگار تھا- یہ وہ دن تھا جب احمدیہ رضاکار کوبے میں داخل ہوئے اور مذہب و قوم سے بالاتر ہو کر انسانیت کی خدمت کا آغاز کیا- جاپان کی تاریخ میں غالباً یہ پہلا موقع ہے کہ احمدیہ رضاکاروں کے ذریعے غیر ملکیوں نے جاپانیوں کی ایسی زبردست خدمات انجام دیں- اور ان کے کھانے پینے اور دیگر ضرورتوں کو پورا کرنے کا انتظام کیا-

مسٹر میوشی نے بتایا کہ کوبے کے عوام نے اپنے عملی طرز عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ کسی طور پر بھی شکست قبول نہیں کریں گے-

مکرم راشد صاحب نے کہا کہ کوبے کے شہریوں کا یہ جذبہ بے حد قابل تعریف ہے- لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے یہ صلاحیتیں کوبے کے شہریوں میں رکھ دی تھیں-

مسٹر میوشی نے اس سے اتفاق کیا- انہوں نے اور واقعات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ۲۱ فروری کو حکاشی ناتا وارڈ میں ایک ۸۴ سالہ بوڑھی عورت کو ۱۶۰ گھنٹے کے بعد ملبہ سے زندہ نکال لیا گیا- اس عورت کی بیٹی بار بار کہتی تھی کہ میری ماں ضرور زندہ ہے- اسے نکالو- آخر اسے نکال لیا گیا-

۲۲ فروری کو ایک جاپانی جوڑے نے اپنی شادی کی تقریب برپا کی- ان سے پوچھا گیا کہ زلزلے کی اتنی تباہی کے بعد ان کو اس قدر جلدی کس بات کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ اگر ہم اپنی شادی میں دیر کر دیتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ ہم نے شکست تسلیم کر لی ہے-

۲۵ فروری کو ایک نوجوان لڑکی نے جس کی ماں زلزلے- میں ہلاک ہو گئی تھی لطیفہ گوئی کی ایک محفل کا انعقاد کیا- اس نے کہا کہ میں غم کے اس وقت میں اپنے غمزدہ لوگوں کو ہنسانا چاہتی ہوں- اس نے بتایا کہ اس محفل لطیفہ گوئی پر جو ٹکٹ لگایا گیا ہے اس کی آمدنی زلزلہ زدگان کی امداد پر خرچ کی جائے گی-

۳ فروری کو کوبے کے شہریوں نے ایک تہوار منایا- یہ جاپان کے شہریوں کا روایتی تہوار ہے جو سردیوں کے موسم کے موسم بہار میں بدلنے کے موقع پر منایا جاتا ہے- اس میں سویابین کے دانے ایک دوسرے پر پھینکے جاتے ہیں- جس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ خیر و برکت آجائے اور بلائیں بھاگ جائیں- کوبے کے شہریوں نے زلزلے کی شدید تباہی میں بھی اپنے اس تہوار کو فراموش نہیں کیا-

آخر میں مکرم راشد صاحب نے جاپانی زبان کے دو الفاظ سکھائے-

کم بم وا- شام کا سلام
کونی چی با- دوپہر کا سلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد محمود طاہر۔ ایم اے ابلاغیات

عالمی سربراہی کانفرنس برائے سماجی ترقی۔ کوپن ہیگن

ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں اقوام متحدہ (UNO) کے زیر اہتمام ۶ مارچ سے ۱۲ مارچ تک عالمی سماجی ترقی کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کا چونکہ سب سے بڑا مسئلہ غربت کے خاتمہ کے لئے لائحہ عمل طے کرنا تھا اس لئے اس کو سماجی ترقی کی بجائے غربت کانفرنس (Poverty Summit) کا نام بھی دیا گیا۔

اس کانفرنس کا انعقاد UNO کی پچاس ویں سالگرہ کے جشن کے سلسلہ کی ایک کڑی تھا۔ یہ کانفرنس اس لحاظ سے اہمیت رکھتی ہے کہ انسانی تاریخ کی سربراہان مملکت کی سب سے بڑی تعداد نے اس میں شرکت کی۔ اس میں ۱۸۴ ممالک کے نمائندے شریک ہوئے جن میں ۱۱۸ ممالک کے سربراہان مملکت نے بھی شرکت کی۔ اس سے قبل برازیل میں ہونے والی ارتھ کانفرنس میں ۱۰۸ سربراہان مملکت نے شرکت کی تھی۔

اس کانفرنس کا مقصد دنیا کے سب سے بڑے مسئلہ یعنی غربت کے خاتمہ کے لئے تجاویز پر غور کرنا تھا۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا کی سوا ارب کی آبادی غربت میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ اور ۷۰ کروڑ افراد کو ان کے معیار کے مطابق روزگار مہیا نہیں ہے۔ اس کانفرنس کا مقصد تھا کہ غربت کا خاتمہ کیسے ہو سکتا ہے اور لوگوں کے معیار زندگی کو کیسے بہتر بنایا جاسکتا ہے اس کے ساتھ بیروزگاری جو دنیا کے اہم ترین مسائل میں شامل ہے اس پر کیسے قابو پایا جاسکتا ہے۔

اقوام متحدہ جو کہ اس کانفرنس کی کنوینر تھی اس نے کانفرنس کے آغاز سے قبل اس میں شرکت کرنے والے ممالک کو درخواست کی تھی کہ وہ اپنے اپنے ممالک کی رپورٹ جمع کروا دیں جو اس کانفرنس کے مقاصد حاصل کرنے کے سلسلہ میں تیار کی گئی ہو کہ آپ اپنے ممالک میں کن اقدامات سے غربت کو ختم کر کے بیروزگاری پر قابو پاسکتے ہیں اور لوگوں کے معیار زندگی کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ اس پر مختلف ممالک کی غیر سرکاری تنظیموں نے اس کی مخالفت کی کہ کونسا ملک ہو گا جو کہ اپنے ملک کی پالیسی کے خلاف رپورٹ پیش کرے گا۔ ظاہر ہے کہ تمام ممالک اپنے سیاسی حالات کے پیش نظر اقدامات کی حمایت میں رپورٹ بھیجیں گے کہ ہم غربت کے خاتمہ کے لئے یہ یہ اقدامات کر رہے ہیں۔

برطانیہ کے ایک خیراتی ادارے Save the Children نے تنبیہہ کی کہ سربراہان کی یہ ملاقات سماجی ترقی کا فارمولا بنانے میں ناکام ہو جائے گی۔ اس نے پالیسی بنانے والے اداروں پر سخت تنقید کی کہ وہ بچوں کی زندگیوں کے بارے میں غفلت برت رہے ہیں۔

دنیا کے بڑے لیڈروں کی عدم دلچسپی نے اس کانفرنس کی اہمیت کو کم کر دیا ہے۔ اس کانفرنس میں امریکہ کے صدر بل کلنٹن، روس کے صدر بورس یلسن اور برطانیہ کے وزیر اعظم جان میجر نے شرکت نہیں کی۔

پاکستان کی طرف سے جو رپورٹ عالمی سماجی ترقی کی کانفرنس میں پیش کی گئی اس کو پاکستان کی مختلف NGOS (غیر سرکاری تنظیمیں) کی طرف سے سخت تنقید کے نشانہ کا سامنا کرنا پڑا اور ان غیر سرکاری تنظیموں نے اس رپورٹ کو مسترد کر کے متبادل اقدامات اٹھانے پر مبنی رپورٹ تیار کر کے پیش کی ہے۔ انہوں نے گورنمنٹ کی طرف سے بیروزگاری کے خاتمہ کے لئے غیر سنجیدہ ہونے اور دیگر پالیسی کی وجہ سے رپورٹ کو مسترد کیا۔ یہاں کے غریبوں کو نکاسی آب، گندے پانی، صحت کی مشکلات اور غیر معیار زندگی اور تعلیم کی سہولتوں سے محروم رہنے کے مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ طاقت پاکستان میں چند جاگیرداروں کے ہاتھ میں ہے اور وہ دوسروں کو اس میں شریک کرنا نہیں چاہتے۔

اس کانفرنس میں جس کا افتتاح ۶۔ مارچ کو اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری جناب بطروس غالی نے کیا غربت کے علاوہ عورتوں اور بچوں کے مسائل پر خصوصی طور پر غور کیا جو کہ غربت سے براہ راست دوچار ہو رہے ہیں اور کئی خاندانوں کا انحصار چائلڈ لیبر پر ہے۔ ۸ مارچ کو جو کہ خواتین کا عالمی دن بھی تھا اس دن عورتوں کے مسائل پر گفتگو ہوئی اور مختلف ممالک کے نمائندگان کی طرف سے تقاریر ہوئیں۔ پاکستان کی طرف سے وزیر اعظم پاکستان کی مشیر بیگم شہناز وزیر علی نے تقریر کی۔ ۹ مارچ کو بچوں کے مسائل پر بحث ہوئی۔

اس کانفرنس میں غربت کے خاتمہ کے لئے مختلف ممالک کی طرف سے تجاویز دی گئیں۔ پاکستان کی طرف وفد کے قائد صدر پاکستان جناب فاروق احمد خان لغاری نے اپنی تقریر میں کہا کہ غربت کو کسی ایک ملک کا مسئلہ نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اسے وسیع تر تناظر میں عالمی مسئلہ کے طور سب کو اس کے خاتمہ کے لئے حصہ لینا ہو گا۔ انہوں نے امیر ممالک سے کہا کہ وہ غربت کے خاتمہ کے لئے ترقی پذیر ممالک کی عالمی مارکیٹ میں رسائی کو ممکن بنانے میں مدد کریں۔ اور اس راہ کی رکاوٹوں کو دور کریں تاکہ عالمی منڈیوں میں غیر ترقی یافتہ ممالک کی رسائی آسان ہو سکے۔

کیوبا کے صدر فیڈل کاسترو نے کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جب تک عالمی سٹاک مارکیٹوں کے اندھے قوانین کا خاتمہ نہیں ہوتا غربت کا خاتمہ نہیں ہو سکتا اس لئے پہلے ان کے قوانین کو آسان بنانا ہو گا تا غریب ممالک کی عالمی منڈیوں تک رسائی حاصل کر سکیں۔

امریکہ کے نائب صدر الگور نے خطاب کرتے ہوئے عالمی مالیاتی اداروں کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہرایا کہ وہ غیر ترقی یافتہ ممالک کو زیادہ سے زیادہ مدد دیں۔ ہم مالیاتی اداروں کے ساتھ تعاون کریں گے۔

جرمن کے چانسلر ہلیمٹ کوہل نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے غربت کے خاتمہ کے لئے ایک اہم تجویز دی کہ صنعتی طور پر ترقی یافتہ ملکوں کو چاہئے کہ وہ غریب ملکوں کو نقد رقوم کی بھیک دینے کی بجائے اپنی منڈیوں تک ان کی رسائی کو بہتر بنائیں۔ انہوں نے کہا کہ عالمی غربت اور بیروزگاری کا مسئلہ صرف پیسہ دینے سے حل نہیں ہو گا۔

پاکستان کے صدر جناب فاروق احمد خان لغاری نے کانفرنس سے واپسی پر صحافیوں سے اپنے طیارہ میں گفتگو کرتے ہوئے کانفرنس کے بارے میں بتایا کہ کانفرنس کی حتمی دستاویز میں وہ سب کچھ شامل نہیں جو ہم چاہتے تھے۔ تاہم مختلف مفادات کے حامل گروپوں کے لئے یہ ایک بہترین دستاویز تھی۔ اس میں عالمی غربت اور سماجی ترقی پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اس میں عالمی پروگراموں کو چلانے کے لئے قومی اور بین الاقوامی وسائل کو کام میں لانے کی ضرورت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کانفرنس میں شرکت کے بعد تمام ممالک کیا اقدامات اٹھائیں گے۔

صدر لغاری نے سوالات کا جوابات دیتے ہوئے کہا کہ عالمی سربراہی کانفرنس میں پاکستان اور تیسری دنیا کے بنیادی مسائل پر اتفاق رائے ہو گیا ہے۔ امید ہے کہ کانفرنس کے حتمی اعلامئے پر عمل درآمد ہو گا۔ ہماری کوشش تھی کہ امداد کے سلسلے میں مغربی ممالک ٹیکنالوجی کی فراہمی میں کوئی رکاوٹیں نہ ڈالیں۔ تاہم کانفرنس کے بنیادی مقاصد کو حل کر لیا گیا ہے۔ صدر نے مزید کہا کہ یہ بہت ضروری ہے کہ ممالک اپنی مدد آپ کریں۔

بہرحال اس کانفرنس میں دنیا کے بیشتر ممالک نے شرکت کی اور انسانی تاریخ میں سب سے زیادہ سربراہان مملکت ایک جگہ اکٹھے ہوئے اس لحاظ سے یہ تاریخی کانفرنس ہے اس کے ساتھ دنیا کو درپیش اہم مسئلہ یعنی غربت کا خاتمہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ اس پر عالمی آراء یکجا ہوئیں اور

باقی صفحہ ۷ پر

اخبارات کے نام

انگریزی اخبار ڈان کے ۱۴۔ مارچ ۱۹۹۵ء میں شائع شدہ ایک خط

انسانی حقوق کے بارے میں

میں ایس۔ ایس۔ اے۔ حسنی کے اس خط کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں جو ڈان کے ۲۶۔ فروری کے شمارے میں شائع ہوا ہے۔

میں نے اس خط کو بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھا ہے کیونکہ انسانی حقوق کی پامالی ایک ایسی بات ہے جس سے ہر درست سوچ اور معاملات پر غور کرنے والا شخص پریشان ہوتا ہے۔ جہاں تک رواداری کا تعلق ہے یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم دوسروں کو اختلاف کا حق دیں اور جب اختلافات کا تصفیہ کرنا ہوتا ہے۔ اور یہ تصفیہ عدالتوں کے ذریعہ کروایا جاتا ہے تو عدالتوں کے فیصلوں کو مان لینا چاہئے اور ان کا احترام برقرار رکھنا چاہئے خاص طور پر جبکہ ایک عدالت کے اوپر دوسری عدالت بھی موجود ہوتی ہے۔ جہاں کہ معاملے کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔

البتہ میں اس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہوں گا کہ حسنی انسانی حقوق کی تنظیموں اور ایسی ہی دیگر تنظیموں کو اس لئے مورد الزام ٹھہراتے ہیں کہ انہوں نے اپنے نمائندے چیچنیا، بوسنیا اور کشمیر نہیں بھیجے۔ جو درست نہیں ہے۔

میرا خیال ہے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ بوسنیا اور چیچنیا میں جو تشدد ہوا ہے اس کا علم ہمیں ان رپورٹوں سے ہوا ہے جو ایمنسٹی انٹرنیشنل اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے ہمیں بہم پہنچائی ہیں۔

یہ تنظیمیں اس بات کی کوشش کرتی رہی ہیں کہ کشمیر جانے کی انہیں اجازت دی جائے لیکن ہم سب جانتے ہیں کہ ہندوستان کی حکومت نے انہیں وہاں جانے کی اجازت نہیں دی۔ اگر انہیں اجازت مل جاتی تو یقیناً وہ وہاں جاتے اور عالمی برادری کے لئے اپنے رپورٹیں جاری کر دیتے۔

آیئے ہم دعا کریں کہ ہندوستان کی حکومت ان تنظیموں کو کشمیر کے اس حصے میں جانے کی اجازت دے جو ہندوستانی حکومت نے وہاں کے باشندوں کی مرضی کے خلاف تسلط میں رکھا ہوا ہے۔

نسیم سیفی
ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان ☆☆☆ ○ ☆☆☆ ○ ☆☆☆ امتیاز احمد راجیکی کیلیفورنیا- امریکہ

محترمہ نجم النساء

اہلیہ محترم چوہدری فرزند علی صاحب

جنوری ۱۹۹۳ء کی ایک برفیلی شام' حلقے کی ہفتہ وار میٹنگ کے سلسلے میں برادرم عزیزم مبارک تنویر (ابن مکرم روشن دین صاحب تنویر' سابق ایڈیٹر الفضل ربوہ) کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ نماز اور درس سے فارغ ہو کر مبارک کہنے لگے' "بھائی" آپ کو علم ہے' خالہ نجمہ کو کینیڈا میں شدید دل کا دورہ پڑا ہے۔" "کون خالہ نجمہ!" میرے ذہن کی تختی اس اچانک خبر سے بالکل صاف ہو گئی۔ "ارے! آپ کے ہمسائے میں' چوہدری فرزند علی صاحب کی اہلیہ' ہادی کی والدہ"۔

یہ خبر میرے لئے پہلی اطلاع سے بھی زیادہ مبہوت کن اور دہلا دینے والی تھی۔ فوراً گھر پہنچا۔ ٹورنٹو' کلیم سے رابطہ قائم کیا۔ کیونکہ اشرف یا مہدی کے ٹیلیفون نمبرز میرے پاس نہیں تھے۔ کلیم سے خالہ موصوفہ کے بارے میں کچھ بہت زیادہ تشویشناک صورت حال کا پتہ چلا۔ آپ کا دل خطرناک حد تک مجروح ہو چکا تھا اور فوری طور پر کسی آپریشن وغیرہ کا امکان بھی نہیں تھا۔ یہ خبریں میرا جگر چھلنی کرنے کے لئے کافی تھیں۔ اس دل کی جسمانی تکلیف' جس کی نصف صدی پر پھیلی ہوئی محبتیں اپنوں پرائیوں پر یکساں نچھاور ہوتی رہیں۔ میری روح کے لئے ایک اذیت ناک نشتر بن گئی۔

انہی امید وبیم پر مبنی خبروں کو سمیٹے ہوئے' میں فروری کے آخر میں فلاڈلفیا (ایسٹ کوسٹ) سے نقل مکانی کر کے کیلیفورنیا (ویسٹ کوسٹ) چلا گیا۔ وہیں ایک روز یہ جانکاہ اطلاع بھی ملی کہ اب امید کے آخری تار بھی ٹوٹ چکے ہیں اور محبتوں والا وجود' محبتوں کے اصل سرچشمہ اور منبع کی طرف لوٹ گیا ہے۔ اپنی چاہتوں کو مالک حقیقی کی لافانی اور ابدی چاہتوں کے سمندر میں ضم کر کے خود بھی امر اور ابدی ہو گیا ہے۔

محترمہ نجم النساء خاتون اہلیہ محترم چوہدری فرزند علی صاحب' جنہیں عرف عام میں خالہ نجمہ یا آپا نجمہ کے نام سے پکارا جاتا تھا' محلہ دارالرحمت ربوہ کی ہر دلعزیز اور معروف شخصیت تھیں۔ بلکہ مجھے یہ کہنے میں کوئی مبالغہ دکھائی نہیں دیتا کہ وہ محلے کی سب سے زیادہ ہر دلعزیز اور مقبول ترین خاتون تھیں۔ آپ عرصے تک محلہ دارالرحمت غربی کی صدر لجنہ رہیں۔ لجنہ کے ساتھ ان کی وابستگی اور جماعتی خدمات کے متعلق میں کچھ زیادہ نہ کہہ سکوں گا۔ میرے لئے ان کی شخصیت کا ایک ایسا پہلو زیادہ نمایاں ہے' جس نے میرے لئے اپنی ہوش کی بالکل ابتدائی یادداشتوں سے لے کر تقریباً پینتیس سال تک تربیت' خدمت' احسان' خلوص و محبت اور حسن انتظام کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ جن کو میں جتنا کھرچتا جاؤں۔ وہ اتنے ہی گہرے اور نمایاں ہو کر سامنے آتے ہیں۔ اور میرے لئے اس حد تک احسان فراموشی ممکن نہیں کہ زندگی کا کوئی لمحہ بھی انہیں نظر انداز کر کے گزار جاؤں ان احسانوں کو ارادۃً یاد کروں یا نہ کروں' وہ اس طرح وجود میں رچ بسے' ہر طرف بکھرے ہوئے اور ہر وقت فضا کو اپنے حسن و احسان کی خوشبو سے یوں معطر کئے رہتے ہیں کہ ان کی مہک سے فرار ممکن ہیں۔

عجیب بات ہے۔ خالہ نجمہ سے ہماری کوئی دور کی بھی رشتہ داری یا خاندانی قرابت داری نہیں تھی۔ لیکن ان کے خاندان سے ہمارا ہمسائیگی کا تعلق تھا۔ ہمسائیگی کے حقوق کی جو پاک ہدایات موجود ہیں۔ یہ انہیں کا نتیجہ تھا کہ محترم چوہدری فرزند علی صاحب کا گھرانہ ہمارے لئے حقیقی معنوں میں ہمسایہ ماں جایا بن گیا۔ ہمسائیگی کا اس سے بڑھ کر اور خوبصورت تصور میرے لئے ممکن نہیں۔ اس اعزاز میں جہاں چوہدری صاحب کے تدبر' فہم' بردباری' سخاوت اور عنایت کا وافر عمل دخل ہے' وہاں ان کی اہلیہ محترمہ نجم النساء کے حسن سلیقہ' حسن معاملت' خلوص و محبت اور احسان کا حصہ بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔

ایک طرف وہ اپنے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو سنبھال رہی ہیں۔ دوسری طرف چوہدری صاحب کی پہلی اولاد کے معاملات کو نہایت سمجھ داری سے نبھا رہی ہیں اور ان کی تربیت اور ضروریات کا اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر خیال رکھ رہی ہیں۔ بہت لمبے چوڑے کنبے اور عیال داری کے مسائل کو نہایت سلیقے سے سلجھا رہی ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ چوہدری صاحب کی زمینوں اور ان سے آنے والے اناج کی رکھوالی کر رہی ہیں۔ ملازموں کو ہدایات دے رہی ہیں۔ نوکروں چاکروں اور حاجتمندوں کی ضروریات کا خیال رکھ رہی ہیں۔ روپے پیسے اور لین دین کا حساب بھی گویا انہیں کے سپرد تھا۔ مجھے یاد ہے' گندم اور دیگر اناج سے گھر کے اندر ہی اندر کمروں کے کمرے بھر جاتے۔ انہیں نہایت حسن انتظام سے صاف کرواتیں' تیار کرواتیں اور ان کے ڈسپوزل کا بندوبست کرتیں۔ گھر کا ایک حصہ' ایک پوری کی پوری چار دیواری' مویشیوں سے بھری ہوتی۔ ان کے چارے پانی کا انتظام' دودھ دھونے کا بندوبست اور اس کی تقسیم و فروخت کا کام۔ اس پر مستزاد یہ کہ باقاعدگی سے صبح سحری سے پہلے اٹھ کر تہجد پڑھنا' قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور پھر کناروں تک بھری ہوئی "چاٹی" میں دھی بلونا۔ یہیں پر بس نہیں۔ سلائی کڑھائی اور ننگ وغیرہ گھریلو دستکاری میں بھی بے مثل مہارت تھی۔ ساتھ ہی ساتھ گھر کے اندر قسم ہا قسم کے پھولوں اور پھلوں سے لدے ہوئے درختوں اور سبزیوں کی کیاریاں بنانا' گوڈی کرنا اور دیکھ بھال کرنا۔ اللہ اللہ۔ کیسے کیسے گن کے گہنے سجا رکھے تھے' اس خاتون نے۔

خدا تعالیٰ نے خالہ نجمہ کے ہاتھ میں بے پناہ سلیقہ۔ قوت اور حسن انتظام رکھا ہوا تھا اور' مزاج میں حد درجہ تحمل' بردباری اور وقار تھا۔ ہر روز گھر میں بیسیوں افراد کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔ ہر وقت مہمانوں اور نوکروں چاکروں کی آمد رہتی۔ ان کے کھانے پینے اور رہنے کا بندوبست خود کیا کرتیں اور ہر طرح کی ضروریات کا خیال رکھتیں۔

بچپن میں ان باتوں کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ مگر اب جب ان تمام امور پر غور کرتا ہوں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور اس وجود کی قدر کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ دن بھر کی ان بھرپور ذمہ داریوں کے علاوہ جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا۔ لجنہ اور ناصرات کے اجلاس اپنے گھر میں ترتیب دینا۔ بچوں' بچیوں کو قرآن کریم اور دینی علوم سکھانا اور بہت سے عائلی اور سماجی مسائل کو حل کرنا۔ خالہ موصوفہ میں خدا تعالیٰ نے یہ بھی بڑی صلاحیت رکھی تھی کہ بڑی صائب الرائے اور دانش ور عورت تھیں اور بہت سے گھروں کے خاندانی مسائل میں انہیں مفید مشورے دیتیں اور ضرورت پڑنے پر بہترین فیصلے کرتیں۔

محترمہ نجم النساء کے حسن سلوک اور حسن معاملت کی یہ عمومی فیض رسانی ہر وقت اور ہر جگہ جاری تھی۔ مگر ہمارے گھرانے کے لئے ان کی مہربانیاں اور رافتیں سوا تھیں۔ یوں لگتا تھا' دونوں گھروں کے درمیان دو کنال کی دیوار نے ہمسائیگی کے تعلق کو ایک مثال بنانے کے لئے پاٹ رکھا تھا' وگرنہ عملاً "اس کا وجود کوئی نہ تھا۔ ہمارے گھر کے دکھ سکھ کا کوئی معاملہ ایسا نہیں تھا' جس میں چوہدری صاحب کا خاندان ہمارے قریب ترین رشتہ داروں سے بھی پہلے ہمارا ہم رکاب نہ ہوا ہو۔ روزانہ لین دین یا ضروریات زندگی کا کوئی پہلو ہو' یا انتہائی کٹھن حالات میں اخلاقی' مالی اور عملی مدد کی ضرورت ہو' خالہ موصوفہ ہمیشہ پیش پیش ہوتیں۔

آج مجھے ان کی محبتیں یاد آتی ہیں' تو دل بھر آتا ہے۔

روزانہ بڑی باقاعدگی سے دیوار پر اپنے ہاتھ سے۔ دودھ' لسی اور مکھن رکھ کر چھڑی سے دیوار کھٹکھٹا دیتیں اور آواز دیتیں کہ اٹھا لیں۔ کوئی سالن بنانا۔ اچھی شے پکانا' ہمیشہ سب سے پہلے ہمارے گھر کسی بچے کے ہاتھ بھجوا دیتیں یا دیوار پر رکھ کر آواز دے دیتیں۔ کم وبیش ایسا ہی دستور ہماری طرف سے بھی تھا۔ مگر یہ سب کچھ اتنا بے ساختہ اور خلوص پر مبنی تھا کہ اس میں کسی قسم کے دکھاوے یا ریاء کا شائبہ تک نہیں تھا۔ نہ ہی کسی پر احسان دھرنے یا احسان کا بدلہ چکانے کا کوئی تصور اس میں ہوتا۔ بلکہ پنجاب کے دیہاتوں کی پرانی وضع داری اور بے تکلف سادگی تھی' جس میں بلا جھجک ایک دوسرے کے گھر جا کر کھایا پیا جاتا اور ضرورت کی چیز مانگ لی جاتی۔ ہمارے گھروں میں بھی یہی ہوتا۔ اکثر ایک دوسرے کے ہاں سے سالن روٹی یا دیگر ضروریات زندگی مانگ لی جاتیں اور اس مانگنے میں کوئی عار نہ ہوتا نہ دینے میں کوئی حجاب۔ دوسرے پر احسان اور نیکی کرنے کا خیال ہوتا اور نہ ہی اس کا بدلہ اتارنے کی فکر لگی رہتی۔ عجب محبتیں تھیں' بے لوث' بے کراں۔ ماوراماورا ی۔

کہتے ہیں۔ مشکل وقت اور مصیبت کا دور آپس کے تعلقات کی بہترین آزمائش ہوتے ہیں۔ اور دکھ سکھ کے ساتھی ہی سچے ساتھی ہوتے ہیں۔ اس کسوٹی پر بھی پرکھا جائے' تو چوہدری فرزند علی صاحب کا خاندان ہمارے لئے ہمیشہ فرشتہ رحمت ثابت ہوا۔ کئی مشکل وقتوں اور ادوار میں انہوں نے ہمارا ایسے ساتھ دیا کہ اس سے بڑھ کر ساتھ دینے کا کوئی تصور ذہن میں نہیں آتا۔ بہت سی بیماریوں' مشکلات اور موت کے صدمات میں اس خاندان کے سب افراد اور خصوصیت سے خالہ نجمہ نے گویا سب کچھ فدا کر دیا۔ ۱۹۵۸ء میں میرے تایا مصلح الدین صاحب کی وفات ہوئی۔ ۱۹۶۳ء کے ستمبر اور دسمبر میں یکے بعد دیگرے میرے والد برکات صاحب اور دادا حضرت مولانا غلام رسول راجیکی رحلت فرما گئے۔ ۸۲-۱۹۸۰ء کے دوران میں چچا عزیز' دونوں پھوپھیوں اور دادی کی وفات ہو گئی۔ ہر ایسے موقع پر سب سے پہلے ڈھارس اور سنبھالا دینے والا یہی خاندان تھا۔ یوں لگتا تھا' غم کے ہر وار کو اپنے سینے پر سہہ لیا اور دکھ کا معمولی سا سایہ بھی ہم پر نہ پڑنے دیا۔ ہمارے ہر آنسو کو اپنی پلکوں پر چن لیا۔ مگر یہ کیا ہوا۔ جب اس وجود کے غم بانٹنے کی باری آئی' تو میری ہر تڑپ' ہر تمنا' غریب الوطنی میں قانون کی بندشوں اور مجبوریوں کی نذر ہو گئی۔ کسی بھائی کو سینے سے لگا کر تسلی نہ دے سکا۔ کسی بہن کے آنسو نہ پونچھ سکا۔ مجھ سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا کہ فون پر ان پیاروں کا حوصلہ بڑھا سکتا۔ خط کے ذریعے ہی ان سے تعزیت کر سکتا۔ مگر یہ حوصلہ اور تعزیت کیسی۔ اس کا تو میں خود محتاج تھا۔ میں تو خود اس انتظار میں رہا کہ اس غم میں کوئی میرے دکھ بانٹے۔

باوجود کسی خونی تعلق یا رشتہ نہ ہونے کے ذاتی طور پر میرے ساتھ اس محسنہ کی محبت' شفقت اور خاموش تربیت کا ایک ایسا سلسلہ جاری تھا۔ جسے بے نظیر قرار دیا جا سکتا تھا۔ میں ان کے بچوں کا ہم عمر تھا۔ مگر چونکہ اپنے خاندان میں اکیلا بچہ ہونے کی وجہ سے کچھ لاڈلا اور شوخ تھا' اس لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کبھی کبھار تکلیف دہ بھی ثابت ہوتا۔ مگر کمال حوصلہ تھا' اس ہستی کا۔ کبھی ایک بار بھی انہوں نے مجھے جھڑکا نہیں' حالانکہ ان کا بڑا دبدبہ اور وقار تھا' اور اپنے بچوں کو بہت کنٹرول میں رکھتیں اور ضروری ڈانٹ ڈپٹ یا فہمائش سے بھی گریز نہ کرتیں۔ مگر میری دلداری وہ اپنے بچوں سے زیادہ کرتیں۔ شاید ان کے ذہن میں ہو کہ اس کے ماں باپ اس کے پاس نہیں' کہیں اس کے دل کو ٹھیس نہ لگے۔ اور اس عظیم ماں کی یہی محبتیں اور دلداریاں تھیں' جو بظاہر میری کچھ نہ ہوتے ہوئے' مجھے سب کچھ دے گئیں اور میری شوخیوں اور شرارتوں کے باوجود نہایت خاموشی سے میری تربیت اور اصلاح کرتی گئیں۔ ان کے بچوں کے ساتھ کھیلتے کودتے' پلتے بڑھتے' سکول' کالج' یونیورسٹی سے ہوتے ہوئے عملی زندگی میں داخل ہو گیا۔ تب بھی جب کبھی ان کے گھر جانا' اسی محبت سے سلوک کرنا اور ضرور کچھ نہ کچھ کھلانا پلانا۔ چاہے کتنا ہی انکار کیا جاتا۔

۱۹۸۸ء میں جبکہ چودھری صاحب بیمار تھے اور کمزور ہو چکے تھے۔ خالہ نجمہ مجھے کہنے لگیں۔ "اعجاز بیٹا' انہیں تسلی دو اور ان کے لئے دعا کرو۔"

اس کے کچھ عرصہ بعد مجھے ملک چھوڑنا پڑا اور اسی غریب الوطنی میں چودھری صاحب کی وفات کی اطلاع بھی ملی۔ وہ وجود بھی ایک تابندہ دور تھا' محبتوں اور عنایتوں سے بھرپور۔ اب تو ماضی کی درخشاں تاریخ بن گیا۔ ایک روشن قندیل کی طرح' چراغ بہ چراغ مستقبل کے دیئے جلانے کے لئے۔ خالہ نجمہ کی حسن تربیت اور محبتوں کے چھینٹے مجھ پر بھی ہمیشہ پڑتے رہے اور یہ فیض رسانی میری زندگی کا قیمتی قابل شکر اور قابل فخر سرمایہ ہے۔

بچپن کی تربیت میں جو بات قول فیصل ثابت ہوئی۔ وہ ایک آواز تھی۔ بڑی باوقار' بارعب' دبدبے اور تحکم سے بھرپور مگر محبتوں اور شفقتوں کی انتہائی چاشنیاں سمیٹے ہوئے۔ اور وہ آواز ہر صبح فجر کے وقت گونجنے لگتی۔

"اٹھو نماز پڑھو۔ اٹھو نماز پڑھو۔"

"امجد اٹھو نماز پڑھو' ارشد اٹھو نماز پڑھو' اشرف اٹھو نماز پڑھو۔"

اور یہ آواز دیوار کا سینہ چیرتی ہوئی ہمسائے میں اس غافل اور گنہگار شخص کے گوش و حواس پر بھی اس طرح مسلط ہو جاتی کہ اس پر لبیک کہے بغیر چارہ نہ رہتا۔ اور آج تک گویا وہ زندہ آواز موسیقی کی دلربا لہریں بن کر میرے رگ و پے میں دوڑتی رہتی ہیں۔ ٹھنڈے میٹھے سروں میں' نسیم صبح کے ہلکورے لیتے ہوئے' نغمگی کے خمار سے لبریز آج بھی وہ آواز میری روح کو سرشار کرتی رہتی ہے۔

یہ آواز' اب ظاہراً دوبارہ سنائی نہ دے گی۔ مگر اس کا ارتعاش۔ اس کی نغمگیاں' اس کے سریلے سر دلوں میں اب بھی زندہ ہیں اور اگر آج اس کی یاد تازہ کر کے کوئی ایک اور دل بھی ان سازوں سے ہم آہنگ ہو جائے عبادت کی ان لذتوں سے آشنا ہو جائے۔ کوئی ایک ماں بھی اپنے بچوں کی اسی درد سے تربیت کرنے والی بن جائے اور کوئی ایک بچہ بھی نمازوں کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ تو میں سمجھتا ہوں اس عظیم ماں کے احسانوں کا صدقہ جاریہ۔ جاری و ساری ہے اور اگلی نسلوں میں منتقل ہو رہا ہے۔

احمدیہ ٹیلی ویژن لندن کے پروگرام

اتوار ۲۶- مارچ ۱۹۹۵ء

(پاکستانی وقت کے مطابق)

9-03 تلاوت مکرم قاری محمد عاشق صاحب
9-16 ترجمۃ القرآن
از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
کلاس نمبر ۷ (۹۴-۸-۱۸)
10-29 نظم از مکرمہ طیبہ شہناز صاحبہ
10-36 دینی اخلاق۔ از مکرم لئیق احمد طاہر صاحب (۹۴-۱۱-۱)
11-10 مجلس سوال و جواب از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (۸۶-۱-۳)
11-55 نظم از مکرمہ طیبہ کریم صاحبہ
12-04 تلاوت
12-18 خطبہ جمعہ کا سرائیکی ترجمہ
(۹۴-۴-۱ بمقام ہالینڈ)
1-21 نظم از مکرم ناصر علی عثمانی صاحب
1-32 سیرۃ النبیؐ از سید میر محمود احمد ناصر
2-50 نظم از مکرم ناصر علی عثمانی صاحب
3-30 تلاوت
3-45 حدیث
4-00 یوروفائل
5-00 خبریں
5-30 اراؤنڈ دی گلوب
6-00 ملاقات۔ مجلس سوال و جواب (۱۹۹۵-۳-۲۶)
7-00 لیٹر فرام لندن
8-00 احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی
نیوز ریویو بوسنین پروگرام
ایک نو احمدی بوسنین کی تربیت
8-50 کل کے پروگرام

داخلہ مدرستہ الحفظ

○ مدرستہ الحفظ میں داخلہ کا انٹرویو ۲۲- اپریل ۱۹۹۵ء بروز ہفتہ صبح ۸ بجے جامعہ احمدیہ میں ہو گا۔

داخلہ کی شرائط درج ذیل ہیں۔

۱- عمر ۱۲ سال سے زائد نہ ہو (۱۰ سال ہو تو ترجیح دی جائے گی)

۲- پرائمری پاس ہو۔ کمزور صحت اور کمزور نظر کے طلبہ کو داخلہ کے لئے نہ بھیجیں۔

۳- کلام الٰہی ناظرہ مکمل پڑھا ہوا ہو اور حافظہ اچھا ہو۔

۴- درخواست پریذیڈنٹ یا امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ طالب علم کے والد اور والدہ کی طرف سے نگران مدرستہ الحفظ۔ جامعہ احمدیہ کے نام آنی چاہئے۔ (درخواست پر والدہ کے دستخط یا نشان انگوٹھا بھی ضروری ہیں) پرائمری پاس سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ بھی بھجوائیں۔

اصل سرٹیفکیٹ انٹرویو کے وقت ہمراہ لائیں۔ کامیاب طلبہ کا دوسرے روز وکالت دیوان میں انٹرویو لیا جائے گا۔ اور پھر طبی معائنہ ہو گا۔

نگران مدرستہ الحفظ
معرفت جامعہ احمدیہ ربوہ

پتہ درکار ہے

○ محترمہ نذیر بیگم صاحبہ وصیت نمبر ۱۲۵۰۹ زوجہ مکرم لطیف احمد صاحب ساکن رہانہ ساہو ڈاک خانہ جودھ پور تحصیل کبیروالہ ضلع خانیوال سے ۱۹۴۹ء میں وصیت کی تھی اس کے بعد ان کا دفتر وصیت سے کوئی رابطہ نہ رہا۔ اگر موصیہ خود پڑھیں یا ان کے کوئی عزیز و اقارب پڑھیں تو دفتر ھذا کو مکمل پتہ کے ساتھ مطلع کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

بقیہ صفحہ ۱

دینا محبت نہیں۔ مگر یہ محبت کے آثار میں سے ضرور ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے لئے بھی محبت کی علامتیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے جو میں اس وقت بیان کرتا ہوں قاعدہ ہے کہ جس سے محبت ہو انسان اس کے متعلقات سے محبت کرتا ہے۔ اور اس کی صفات کی نقل کرتا ہے۔ اس لئے کوئی شخص روحانیت میں ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ صفات باری تعالیٰ کی نقل نہیں کرتا۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا سے محبت ہو اور اس کے صفات کو اپنے جذب نہ کرے۔

(از خطبہ یکم دسمبر ۱۹۲۲ء)

بقیہ صفحہ ۴

تھے۔ اس سے زیادہ اعزاز کسی کو کیا حاصل ہو گا۔ کہ وہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اولاد کے بھائی کہلائیں اور پھر یہ گھرانہ ہے بھی خاصا تعلیمی اس لئے کہ محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کی رفیقہ حیات آپا آمنہ خاتون نے اچھی خاصی دینی تعلیم حاصل کی ہوئی ہے سلسلہ کے اس وقت کے بزرگوں میں سے کئی ایک نے ان کو تعلیم دینے کا فریضہ سرانجام دیا۔

اویس صاحب کی دفتر میں آمد کی یادگار قائم رکھنے کے لئے میں نے اپنی ڈائری ان کے آگے رکھ دی کہ آپ اس میں اپنا نام اور پتہ لکھ دیں جو انہوں نے بڑی خوشی سے لکھ دیا۔ ایک بات جو مجھے ان کی بہت پسند آئی وہ یہ تھی کہ جتنا وقت وہ دفتر میں بیٹھے اور باتیں کیں ان کے چہرے سے مسکراہٹ ٹپکتی رہی گویا سارا وقت انہوں نے نہایت خوش دلی کے ساتھ مسکراتے ہوئے مجھ سے باتیں کیں۔ مسکراہٹ تو ویسے بھی دوستوں کے لئے ایک تحفہ ہوتا ہے لیکن اگر تسلسل کے ساتھ اس طرح مسکراہٹ میسر آ جائے تو اسے ایک عظیم تحفہ کہنا چاہئے۔ اویس احمد صاحب جنود نے مجھے یہ عظیم تحفہ دے کر میرے دل کو خوشیوں کی لہروں سے بھر دیا۔ مجھے ان کے والد صاحب یاد آئے میں نے ان کے بھائیوں کے متعلق پوچھا انہوں نے بتایا کہ تین تو سرگودھا میں ڈینٹل کلینک چلاتے ہیں اور ایک امریکہ میں ہے۔ ایک کسی اور ملک میں۔ ایک کسی اور ملک میں۔ گویا کہ انہوں نے کئی ملکوں کا نام لیا جہاں ان کے بھائی اس وقت موجود ہیں اور احمدیہ جماعت کی دامے' درمے' خدمت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس گھرانے کے تمام افراد کو ایمان اور اخلاص کی دولت سے نوازے اور ان کی اولاد اور اولاد در اولاد کو خدمات دینیہ کی ہمیشہ توفیق دیتا رہے۔

بقیہ صفحہ ۶

اس مسئلہ کو بڑی سنجیدگی کے ساتھ لیا گیا۔ لیکن اس کانفرنس کی کامیابی اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ جب کہ اس میں پیش کی گئی تجاویز کے مطابق امیر ممالک غرباء کی فنی و مالی مدد کی صورت میں مدد کریں اور ترقی پذیر ممالک خود بھی اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور سنجیدگی کے ساتھ اپنے اپنے ممالک میں اس سنگین مسئلہ کو حل کریں۔

مارکیٹ برائے فروخت
۱۵ مرلہ پر تعمیر شدہ 24 دکانوں پر مشتمل ربوہ کے معروف ترین تجارتی مرکز میں برائے فروخت ہے
المشتہر: نصیر الدین انجم
رابطہ فینسی کراکری ہاؤس ربوہ
فون: دکان: 211599
گھر: 772

احمد برادرز
• فرج • فریزر
• کوکنگ رینج
• گیزر
• واشنگ مشین
• ہیٹر کیلئے
شہناز پلازہ
چاندنی چوک
راولپنڈی
فون: 451030
424994

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 25- مارچ-1995ء
کل سے موسم قدرے ٹھنڈا ہے
درجہ حرارت کم از کم 16 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 30 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ بیرون ملک دہشت گردی کر کے آنے والوں کو اسی ملک کے حوالے کر دیں گے۔ کسی پاکستانی نے ایسی حرکت کر کے بیرون ملک پناہ لی تو اس کے خلاف کارروائی کے لئے اسے واپس لایا جائے گا۔ کسی دہشت گرد کو عوام کی جانوں سے کھیلنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ انہوں نے اسلام آباد میں اخبار نویسوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کسی ایک ملک تک محدود نہیں یہ عالمی مسئلہ ہے تمام ممالک اس کے خاتمے کے لئے اقدامات کریں دہشت گرد قوتیں اسلام اور مسیحیت کا جھگڑا کھڑا کرنا چاہتی ہیں۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ میں اصولوں کی بنیاد پر پاک امریکہ تعلقات بہتر بنانے کی کوشش کروں گی۔ کسی بھی حالت میں اصولوں پر سودے بازی نہیں کروں گی۔ ہم نے ہمیشہ اصولوں کی سربلندی کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ماضی میں اسلحہ کی نمائش کی کھلی چھٹی دی گئی۔ ہم کسی کو عوام کی جان و مال سے کھیلنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ غربت کا خاتمہ ہماری اولین ترجیح ہے۔

○ ملک بھر میں ۲۳۔ مارچ کو یوم پاکستان عقیدت و احترام اور روایتی جوش و خروش سے منایا گیا۔ اسلام آباد میں شاہراہ قائداعظم پر مسلح افواج کی پریڈ ہوئی جس کی سلامی صدر مملکت نے لی۔ وزیر اعظم بھی اس موقع پر موجود تھیں۔ صدر نے اس موقعہ پر خطاب بھی فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ سیاسی اختلافات سے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ کشمیر جوہری پروگرام دفاعی مفادات اور معاشی پالیسیوں پر کوئی اختلاف نہیں۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ ہمارے قومی سلامتی کے مشن کو سبوتاژ کیا گیا تو بے نظیر بھٹو سے فیصلہ کن جنگ ہو گی۔ انہوں نے یوم پاکستان کے موقع پر لاہور میں موچی دروازے میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے عوام سے کہا کہ موجودہ نظام تبدیل کرنے کے لئے ان کا ساتھ دیں۔ ایسا نظام لانے کے لئے میں کردار ادا کروں گا کہ اچھے لوگ آگے آئیں اسمبلی میں غنڈہ گردی بند ہو سکے اور ارکان کی خرید و فروخت کا نظام ختم ہو۔ غریبوں کی زندگی بدل سکے۔ اور وہ سکھ کا سانس لے سکیں۔ انہوں نے کہا کہ قوم کو پاکستان یا بے نظیر میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہو گا۔ انہوں نے بتایا کہ ایم کیو ایم سے مذاکرات کامیاب رہے ہیں۔ کراچی میں ہماری مفاہمتی کوششوں میں رکاوٹ ڈالی گئی تو حکومت سے کھلی جنگ ہو گی۔ تمام لوگ حکومت سے تنگ آچکے ہیں۔ ہمارے کارکن جیلوں میں بند کر کے تعاون کی بات کی جا رہی ہے۔ ایسی تحریک اٹھے گی جو سب کو بہا کر لے جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ میرے خلاف اگر ایک بھی مقدمہ سچ ثابت ہو جائے تو سیاست سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ بے نظیر مغربی ممالک کو دھوکہ دے کر بنیاد پرستوں کے خلاف مدد مانگ رہی ہیں مگر میں انہیں کہوں گا کہ دھوکے میں نہ آئیں۔

○ وفاقی وزیر تجارت نے ۲۵۔ مارچ کو فیڈریشن آف پاکستان چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری کی ملک گیر ہڑتال میں حصہ لینے والے چیمبرز آف کامرس کے عہدیداروں کو برطرف کر کے وہاں ایڈمنسٹریٹر مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے لئے فوری طور پر ایک صدارتی آرڈیننس جاری کر کے اس فیصلے پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ اس کے بعد دوسرے مرحلہ پر ایک قانون کے ذریعے موجودہ مالی سال میں ہی صنعت و تجارت کے چیمبروں کو علیحدہ کرنے کا قانون قومی اسمبلی میں منظوری کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔

○ فیڈریشن کے عہدیداروں کی برطرفی کے خلاف تاجر احتجاج کریں گے۔ فیڈریشن کے عہدیداروں نے کہا کہ یہ برطرفی غیر قانونی ہے اسے عدالتوں میں چیلنج کریں گے۔ فیڈریشن کے سربراہ ایس ایم منیر نے کہا اسی ہفتے آئندہ لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا۔ عہدیداروں نے کہا ہے کہ ہمیں برطرفی کا کوئی نوٹیفیکیشن نہیں ملا۔ اس طرح کے اقدام سے کشیدگی مزید بڑھے گی۔ انہوں نے الزام لگایا کہ سرکاری میڈیا نے برطرفی کی جعلی خبر جاری کی ہے۔

○ وزارت تجارت نے بتایا ہے کہ فیڈریشن کے عہدیداروں کی برطرفی کے لئے نوٹس بھجوانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

○ سابق چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے "عوامی قیادت پارٹی" کے نام سے نئی سیاسی جماعت قائم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ جنرل اسلم بیگ خود اس پارٹی کے عبوری چیئرمین ہوں گے۔

○ پنجاب کے صوبائی وزیر مہر غلام دستگیر لک اپنے گھر واقع سرگودھا میں گولیاں لگنے سے زخمی ہو گئے۔ مبینہ طور پر ان کے ایک ڈرائیور نے کسی بات پر مشتعل ہو کر گولیاں چلائیں ان کے سینے اور ٹانگ میں دو گولیاں لگیں۔ ان کو علاج کے لئے لاہور پہنچا دیا گیا ہے۔

○ ائر مارشل اصغر خان نے اپنی پارٹی کی ۲۵ ویں سالگرہ پر ملک میں عبوری حکومت قائم کر کے متناسب نمائندگی کی بنیاد پر غیر جانبدارانہ انتخابات کرانے کا ۵ نکاتی فارمولا پیش کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات کے ذمہ دار اسحاق 'نواز شریف' بے نظیر اور فوج کے سربراہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے حکومت اور اپوزیشن برابر ہیں۔

○ سیالکوٹ میں تین مقامات پر رہزنی کی وارداتوں میں ڈاکوؤں نے لاکھوں روپے لوٹ لئے۔ اور مزاحمت پر ایک شخص کو قتل اور دو کو زخمی کر دیا۔ ایک ڈاکو پکڑا گیا۔

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے الزام لگایا ہے کہ نام نہاد کاروباری لوگ کاروباری نہیں بلکہ سیاسی لوگ ہیں اور وہ ایک سیاسی کھیل کھیل رہے ہیں۔

○ جمعیت العلمائے اسلام (س) کے مولانا سمیع الحق کی طرف سے بلائی گئی قومی و ملکی یکجہتی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مذہبی جماعتوں کے قائدین نے تمام مسلح مذہبی گروپوں کو غیر مسلح کرنے کی تجویز دی۔ کانفرنس سے مولانا سمیع الحق' قاضی حسین احمد' مولانا نورانی' عبدالستار خان نیازی اور مولانا اجمل نے خطاب کیا۔

○ پیپلز پارٹی کے زیر اہتمام یوم پاکستان کے موقع پر لاہور میں ایک امن ریلی کا انعقاد کیا گیا جس سے خطاب کرتے ہوئے نوابزادہ نصر اللہ خان نے فسادات کے خاتمے مسئلہ کشمیر کی کامیابی اور ملکی دفاع کے لئے متحد ہونے پر زور دیا ہے۔

○ یوم پاکستان کے موقع پر صدر مملکت نے ۱۱۰ فوجی اور سول افراد کو مختلف ایوارڈ دیئے۔ ان میں ۲۸ ملٹری اور ۸۲ سول ایوارڈ ہیں۔

○ اے این پی کے مسٹر اجمل خٹک نے کہا ہے کہ تحریک عدم اعتماد تیار ہے لیکن نواز شریف وزیر اعظم نہیں بننا چاہتے۔ انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ۱۴۰۔ ارکان نے حمایت کا یقین دلایا ہے۔ کسی موزوں امیدوار پر اتفاق رائے کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کسی موزوں شخصیت کا نام طے ہوتے ہی اسے پیش کر دیا جائے گا۔

○ گجرات میں پتنگ بازی کے دوران ۴ پتنگ باز ہلاک ہو گئے جبکہ ۱۰ زخمی ہوئے۔

○ بورے والا ٹیکسٹائل ملز کے ۴۴۷ مزدوروں کو برطرف کر دیا گیا ہے۔ سی بی اے یونین کے عہدے داروں پر ملز مالکان سے ملی بھگت کا الزام عائد کیا گیا ہے۔

○ اے این پی کے مسٹر اجمل خٹک نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم کے الطاف حسین عدالت میں آئے تو انہیں لانے والے خود پھنس جائیں گے۔ وہ خود بھی عدالتوں کا سامنا کرنے کو تیار ہیں ان کے پاس اتنا مواد ہے کہ حکمران منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔

امداد برائے مستحق طلباء

○ شعبہ امداد طلباء مستحق طلباء کی امداد کیلئے صدر انجمن میں مشروط بامد کے طور پر ہے۔ اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعے پورے کئے جاتے ہیں۔
عطیات اور صدقات کی رقوم اس وضاحت کے ساتھ کہ یہ رقم عطیہ یا صدقہ برائے امداد طلباء ہے براہ راست بنام نگران امداد طلباء یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلباء بھجوا کر ممنون فرمائیں۔
(نگران امداد طلباء)

مرض اٹھراء کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھراء
۲۰ گرام ۲۵ روپے' ۶۰ گرام ۷۵ روپے
۱۰۰ گرام ۱۲۵ روپے
سٹاکسٹ حضرات کیلئے معقول کمیشن
ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ
فون 04524-212434 فیکس - 534

انٹرنیشنل معیار کے مطابق بغیر ٹانکے کے زیورات تیار ہیں
شریف گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران
فون: دوکان: 649 گھر: 212300

معیاری بھی ● سائز میں بڑی بھی ● اور پھر سستی بھی
اینٹ کی قیمت میں حیرت انگیز کمی کر دی گئی ہے
راجپوت برکس کمپنی
ساہیوال روڈ ربوہ
رابطہ:
چوہدری بشارت احمد دارالیمن وسطی ربوہ
فون: 212153
نصیب الوریٰ دارالنصر غربی ربوہ
فون: 211389